ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کے محاضراتِ قرآنی: ایک تقابلی مطالعہ

A Comparative Study of Quranic Lectures of Dr.Mahmood Ahmad Ghazi and Maulana Dr. Sher Ali Shah

سعید الحق جدون*
ڈاکٹر محمد سعید شفیق**

Abstract

The teaching and learning of Quran is a great blessing that is why the Islamic scholar have played a pivotal role in this regard. They also intensified their efforts immensely in publishing of Quranic knowledge. Allah took great services of Quranic words and meanings fromUlama and Islamic Researchers. The modern age due to specialization which were introduced in the Holy Quran, among these one is Quranic lectures. The monumental scholars, Researchers and the experts of Quranic Knowledge deliver lectures on different subjects from which general and specific people take advantage equallly. This kind of teaching adopted the shape of permanent Art in the modern era.

Dr. Mahmood Ahmad Ghazi and maulana Dr. Sher Ali Shah were also international level scholars and researchers, who were called upon by the people for Quranic lectures in country and foreign.

The Quranic lectures delivered by Dr Mahmood Ahmad Ghazi and Dr.Sher Ali Shah were very beneficial for Quranic students and scholars. In this Article we discuss Comparative Study of Quranic lectures of Dr. Mahmood Ahmad Ghazi and Molana Dr. Sher Ali Shah.

Key Words: Comparative Study, Mehmood Ahmed Ghazi, Maulana Dr. Sher Ali Shah, Quranic Lectures, Beneficial

---

* پی ایچ ڈی سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، عبدالولی خان یونیورسٹی مردان۔
** اسسٹنٹ پروفیسر، اسلامیات ڈیپارٹمنٹ، ہائیر ایجوکیشن، کے پی کے۔

قرآن کریم کا فہم و تفہیم اور درس وتدریس بہت بڑی سعادت ہے یہی وجہ ہے کہ اہل علم اور محققین نے اس عمل کو اپنا شیوہ بنایا ہے اور دن رات قرآن کریم کے علوم و معارف کی نشر واشاعت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔اللہ تعالیٰ نے حفاظ سے قرآن کریم کے الفاظ کی حفاظت کا کام لیا تو علماء اور مشائخ سے اس کتاب کے معانی اور مفاہیم کی خدمت لے لی۔قرآن کریم کے ترجمے اور تفسیر کا سلسلہ قدیم سے چلا آرہا ہے، لیکن عصر جدید میں تخصصات کی وجہ سے قرآنیات میں جو مختلف فنون متعارف ہوئے،ان میں سے ایک محاضرات قرآن ہے یعنی جید علماء ومشائخ اور قرآنی علوم کے ماہرین مختلف قرآنی موضوعات پر محاضرات اور دروس دیتے ہیں، جس سے لوگوں کے درمیان اس کتاب کے علوم ومعارف متعارف کردیئے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے عوام اور خواص دونوں یکساں مستفید ہوتے ہیں،اس قسم کے دروس نے عصر حاضر میں ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کی ہے، عرب وعجم کے مشہور علماء و محققین مختلف مجالس میں مدعو کئے جاتے ہیں اوران کے قرآنی دروس اور محاضرات سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ بھی اس پائے کے علماء تھے، جن کو ملک بھر اور بیرون ممالک میں لوگ بلواتے تھے،اور ان کے قرآنی محاضرات سے لوگوں کو استفادے کا موقع دیتے تھے،ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ نے قرآنیات کے حوالے سے جو محاضرات دیئے ہیں،اس آرٹیکل میں دونوں محققین کے محاضراتِ قرآن میں ان کے منہج کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کے محاضراتِ قرآن

ڈاکٹر محمود احمد غازی ایک مایہ ناز محقق اور قرآنی علوم کے ماہر تھے، آپ نے ملک وبیرون ملک کئی مقامات پر قرآن اور علوم القرآن پر محاضرات دیئے لیکن آپ نے جو خطبات محترمہ عذرا نسیم کی دعوت پر اسلام آباد میں دیئے جو بعد میں محاضراتِ قرآن کے عنوان سے چھپ کر منظر عام پر آئے، یہ محاضرات علماء اور محققین میں بہت زیادہ مقبول اور مشہور ہوئے، یہ خطبات خواتین مدرساتِ قرآن کو دیئے گئے تھے، لیکن قرآن کے طلبہ واساتذہ اور محققین کے لئے یکسان مفید ہیں، یہ محاضرات 6 اپریل 2003ء سے 18 اپریل 2003ء تک دیئے گئے،ان محاضرات سے قرآنی علوم کے شائقین بہت زیادہ مستفید ہوتے ہیں۔قرآنیات میں یہ ایک قیمتی اثاثے کی حیثیت رکھتا ہے،اس کا منہج عام فہم اور آسان ہے۔حافظ برھان الدین ان محاضرات کی ضرورت اور اہمیت پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> محاضرات قرآنی اس لحاظ سے بڑی خصوصیت کے حامل ہیں، کہ اس میں قرآنیات کے حوالے سے تقریباً تمام موضوعات کا احاطہ کرنے اور طویل ودقیق موضوعات کو مختصر اور عام فہم انداز میں پیش کرنے کی

کوشش کی گئی ہے، اور بڑی حد تک ڈاکٹر صاحب کو اس کوشش میں کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ جہاں محاضرات قرآنی کا مطالعہ ایک عام قاری کو دوسری بہت سی کتب سے مستغنی کرتا اور ایک محقق کے علمی سفر کے لئے راہ ہموار کرتا ہے، وہاں ڈاکٹر صاحب کے علمی مقام کو بھی اجاگر کرتا ہے، جہاں یہ محاضرات ایک ادیب کے لئے ادب کی چاشنی اور ایک محقق کے لئے تحقیقی راہنمائی لیے ہوئے ہیں، وہیں ایک مدرس کے لئے انداز تدریس کا سامان بھی فراہم کرتے ہیں، ان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ایک عام قاری بھی ان کے مطالعہ کے دوران میں کسی قسم کا ثقل اور بوجھ محسوس نہیں کرتا۔[1]

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ بھی ایک بہترین مفسر اور قرآنی علوم کے ماہر تھے، آپؒ نے نہ صرف پاکستان میں قرآنی موضوعات پر محاضرات دیئے بلکہ عرب دنیا میں بھی آپ نے قرآنی موضوعات پر مختلف مقامات پر دروس دیئے، سعودی حکومت کی اجازت سے آپ نے مسجد نبوی ﷺ میں قرآنی علوم کے شائقین کو دو سال تک درس دیا۔ بیت المقدس اور عقبہ میں بھی آپ نے وہاں کے لوگوں کے مطالبے پر قرآنی موضوعات پر دروس دیئے، اس طرح افغان حکومت کے مطالبے پر آپ نے صوبہ طالقان میں بھی دورۂ تفسیر پڑھایا اور کئی پروگراموں میں قرآنی موضوعات پر محاضرات دیئے۔ ایران بھی آپ گئے اور وہاں پر کئی اہم لیکچرز دیئے، لیکن افسوس کہ ان محاضرات کی کوئی ریکارڈ موجود نہیں ہے۔ آپ کے محاضرات قرآن اہل علم میں بہت مقبول ہیں، مولانا عبدالقیوم حقانی آپؒ کے تدریسی منہج کے بارے میں لکھتے ہیں:

"درسِ قرآن میں ان کی گفتگو مفکرانہ، مدبرانہ اور مؤرخانہ ہوا کرتی تھی۔ ہاں درسِ حدیث میں علماء دیوبند کی طرح محدثانہ اور فقیہانہ شان غالب رہتی تھی۔ ان کی تقریر اور درسی گفتگو کا لب ولہجہ بہت پاکیزہ ہوتا، ان کے لفظ لفظ سے شرافت ٹپکتی، علم چھلکتا اور روحانیت کے انوار برستے تھے، وہ اتحادِ اُمت اور نفاذِ شریعت کے داعی تھے، ان کی ہر تعبیر اور ہر زاویہ گفتگو سے دین کا درد، زوالِ اُمت کا کرب، ایک مخلص داعی کی بے قراری اور اضطراب اور اُمت کی زبوں حالی کا بے کراں دُکھ چھلکتا ہوا محسوس ہوتا تھا۔ سامعین وحاضرین اور طلبہ وعامۃ المسلمین ان کے درس وبیان کی تمام خوبیوں کو یکساں طور پر محسوس نہیں کر پاتے تھے کہ ہر ایک کی استعداد اور ذہنی سطح یکساں نہیں تھی مگر ہر سامع، شریک درس اور ہر طالب علم اپنے اپنے ظرف اور مبلغ فہم کے مطابق ان سے علمی فائدہ ضرور اُٹھاتا تھا۔"[2]

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ نے پاکستان میں قرآنی موضوعات پر جو محاضرات دیئے، ان میں سے آپ کے ایک سال کے درسِ تفسیر کے محاضرات "مطالعہ علوم القرآن، اصول ومبادی" کے نام سے منظر عام پر آئے ہیں، جس کی تدوین وتحقیق کا کام اللہ تعالیٰ نے مقالہ نگار سے لیا، اس کے علاوہ مولانا فیض الرحمان عثمانی نے بھی کچھ

محاضرات "مقدمہ تفسیر" کے نام سے منصہ شہود پر لائے ہیں۔ مطبوع مواد کے علاوہ اڈیوز میں بھی مولانا شیر علی شاہؒ کے بے شمار محاضرات قرآن موجود ہیں، جن سے اس آرٹیکل میں استفادہ کیا گیا۔ جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی کے منہج کے لئے ان کی کتاب محاضرات قرآن سے استفادہ کیا گیا۔ دونوں محققین کے منہج بیان کرنے سے پہلے ان کا مختصر تعارف اور سوانحِ حیات پیش خدمت ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ کا تعارف

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ 18 اکتوبر 1950ء کو حافظ محمد احمد فاروقی کے ہاں دہلی میں پیدا ہوئے، آپ چھ سات سال کے تھے کہ آپ کے والد کراچی منتقل ہوئے، آپ نے یہاں آٹھ سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا،[3] حفظ کے بعد مروجہ طرز پر اسلامی علوم کی تحصیل شروع کی، بنوری ٹاؤن میں علامہ محمد یوسف بنوری سے آپ نے پڑھا، کچھ عرصہ بعد آپ کے والد راولپنڈی منتقل ہوئے، تو انھوں نے یہاں مدرسہ تعلیم القرآن میں تعلیم شروع کی،[4] اور یہاں پر مولانا عبدالرحمان مینوی سے دورہ حدیث کیا۔[5]

1972ء میں ایم اے عربی کی ڈگری حاصل کی، 1988ء میں پنجاب یونیورسٹی سے اسلامک سٹڈیز میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر رہے، دو بار اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن مقرر ہوئے، وزارت مذھبی امور کا قلمدان بھی آپ کے سپرد رہا، فیصل مسجد اسلام آباد کے خطیب بھی رہے، عربی جریدہ الدراسات الاسلامیہ اور معروف علمی رسالہ فکر و نظر اردو کے ایڈیٹر رہے، متعدد ملکی و غیر ملکی اداروں کے مشیر تھے، تقریباً 30 کتب کے مصنف تھے، جن میں سے سات کتب انگریزی میں، 5 کتب عربی زبان میں اور 18 کتب اردو زبان میں ہیں۔[6] طویل عرصہ علوم اسلامیہ کی خدمت کرنے کے بعد 26 ستمبر 2010ء کو حرکت قلب بند ہونے کی وجہ سے اس دار فانی سے چل بسے۔[7]

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ کا تعارف

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہؒ کی ولادت 11 شعبان المکرم 1349ھ،/31 دسمبر 1930ء کو خیبر پختونخوا کے مشہور علمی اور تاریخی مقام اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ میں مولانا سید قدرت شاہ المعروف غازی ملا کے گھر میں ہوئی۔[8] ناظرہ قرآن اور ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا قدرت شاہ سے حاصل کی،[9] پھر شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ نے جب 1938ء میں "انجمن تعلیم القرآن" سکول کی بنیاد ڈالی، تو مولانا شیر علی شاہؒ اس سکول میں داخل ہوئے۔[10] جو درحقیقت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی اولین شکل تھی۔[11] اس پرائمری سیکشن کی کامیابی

کے بعد اس میں "شعبہ عربی" کا بھی اجراء کیا گیا، جہاں مولانا شیر علی شاہ نے داخلہ لیا اور مزید تعلیم حاصل کی۔[12] فقہ کی مشہور کتاب کنزالدقائق آپ نے اپنے ماموں مولانا سید مبارک شاہ سے پڑھی، فارسی نظم میں زلیخا کی کتاب اکوڑہ کے حاجی عبدالرحیم سے اور کافیہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ سے پڑھی۔[13]

اگست 1950ء بمطابق شوال 1369ھ کو حضرت شیخ دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی گئے، جہاں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان سے ملا حسن، مطول اور تفسیر قرآن مجید پڑھ لی۔ 25 شوال 1372ھ کو آپؒ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور تشریف لے گئے اور وہاں کے اکابر مفتی محمد حسنؒ اور مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے دروس سے مستفید ہوئے۔ چند مہینے گزارنے کے بعد شوال 1366ھ کو دارالعلوم حقانیہ میں داخل ہوئے اور یکم رمضان 1373ھ بمطابق 1953ء کو آپ نے دورۂ حدیث میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے سند فراغت ممتاز درجہ میں حاصل کی۔[14] تفسیر میں آپ نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری اور حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواستی سے استفادہ کیا۔[15] مشہور مناظر مولانا لال حسین اختر سے رد قادیانیت وملاحدہ وعیسائیت کے اسباق بھی لیے اور بعد میں اس قسم کے مختلف مناظروں میں شرکت بھی کی، جن میں کامیابی حاصل کی۔[16]

فراغت کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں اٹھارہ سال تدریس کرنے کے بعد آپ رمضان 1972ء کو جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ گئے اور وہاں ان کو کلیۃ الشریعۃ میں داخلہ مل گیا۔[17] عالمیہ، ماجستیر اور دکتوراہ تینوں ڈگریوں کے حصول میں سترہ برس تک وہاں پڑھتے رہے، اس دوران میں ماجستیر میں آپؒ نے تفسیر سورۃ الکھف کو اپنا موضوعِ تحقیق بنایا تھا۔ جس میں آپ کے مشرف ابو بکر الجزائری تھے۔[18] پھر دکتوراہ میں تفسیر حسنِ بصری کی تحقیق ومراجعت پر انھوں نے کام کیا، اس موضوع پر جامع کام کرنے کی وجہ سے جامعہ اسلامیہ نے آپ کو گول میڈل کے اعزاز سے نوازا۔ 4 جمادی الاولیٰ 1408ھ کو آپ کا مناقشہ ہوا اور پی ایچ ڈی کی تکمیل کی۔[19] پی ایچ ڈی کے بعد آپ بالترتیب دارالعلوم کراچی، دارالعلوم احسن العلوم اور دارالعلوم منبع العلوم میران شاہ میں پڑھاتے رہے، آخر کار 1996ء میں دارالعلوم حقانیہ میں آپ کا تبادلہ ہوا اور تاحیات یہاں پڑھاتے رہے۔[20] طویل عرصہ خدمات انجام دینے کے بعد آخر کار 30 اکتوبر 2015ء کو اس دارِ فانی سے رخصت ہوئے۔[21]

محاضراتِ قرآن کا تقابلی مطالعہ

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ نے جو محاضرات دیئے، وہ قرآنی علوم کے شائقین کے لئے ایک بہترین سوغات اور مستند مرجع ہے، دونوں حضرات اعلیٰ پائے کے محققین تھے، لیکن محاضرات میں

ہر ایک محقق کا اپنا ایک طریقہ کار ہوتا ہے، لازمی نہیں کہ ایک محقق کا جو طریقہ کار ہو وہی دوسرے محقق کا بھی طریقہ کار ہو۔ اس اعتبار سے مذکورہ دونوں محققین کے محاضرات میں مضامین تقریباً ایک جیسے ہیں، قرآن کریم کا تعارف، تاریخ نزول قرآن، جمع وتدوین قرآن، علم تفسیر کا تعارف، مفسرین کے مناہج، قرآن کریم کا موضوع اور اس کے مضامین، علوم القرآن کا تعارف جیسے مضامین دونوں محاضرات میں ایک جیسے عنوانات ہیں، اس کے باوجود ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات میں ایسے خطبات ہیں جو مولانا شیر علی شاہ مدنی کے محاضرات میں نہیں ہیں، تدریس قرآن مجید ایک منہاجی جائزہ اور تدریس قرآن مجید دور جدید کے ضروریات اور تقاضے۔ اس طرح مولانا شیر علی شاہ مدنی کے محاضرات میں بھی ایسے محاضرات ہیں جن سے مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات خالی ہیں، مثلاً تاریخ حفاظت قرآن، حقانیتِ قرآن، عظمت قرآن وغیرہ، جس کی وجہ سے کسی ایک محقق کے محاضرات کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی ہے۔

ان محاضرات میں دونوں محققین کا اپنا اپنا منہج ہے، ڈاکٹر محمود احمد غازی نے یہ محاضرات قرآن کے خواتین مدرسات کو دیئے تھے، جب کہ مولانا شیر علی شاہ مدنی نے یہ محاضرات دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں دورہ تفسیر کے طلبہ کو دیئے تھے، اس لئے دونوں محققین نے سامعین کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کے مطابق منہج اختیار کیا ہے، تاہم پھر بھی مضامین اور منہج کے اعتبار سے اکثر مقامات پر دونوں محققین کا اسلوب ایک جیسا ہے، جب کہ بعض مقامات پر دونوں محققین کے منہج میں فرق بھی نمایاں ہے۔ دونوں محققین کے محاضراتِ قرآن کے مضامین میں جن عناصر میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں، وہ حسب ذیل ہیں:

1۔ محاضرات کے مضامین کا جائزہ

مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا شیر علی شاہؒ کے محاضراتِ قرآن میں ابواب کے عنوانات تقریباً ایک جیسے ہیں، تاہم عنوان کے تحت مباحث میں ایک دوسرے سے مختلف اسلوب اختیار کیا گیا ہے، مثلاً قرآن کریم کے تعارف پر مشتمل محاضرہ [22] میں ڈاکٹر محمود غازی نے قرآن کی تعریف کے بعد وحی اور اس کے متعلقات کو تفصیل سے بیان کیا ہے، پھر قرآن کریم کی نجماً نزول کی حکمتیں بیان فرمائی ہیں، اس کے بعد رمضان میں قرآن کریم کی نزول اور اس حوالے سے شکوک وشبہات کا جائزہ لیا ہے، آخر میں قرآن کریم کے اسماء اور اس کے وجوہ بیان کئے ہیں۔ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ نے اسی عنوان پر محاضرہ [23] میں قرآنِ کریم کے لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ذکر کرنے کے بعد قرآن کے تمام متعلقات کی فضیلت کو بیان کیا ہے اور یہاں پر وحی کے مباحث کو نہیں چھیڑا ہے اس کے لئے مستقل ایک باب قائم کیا گیا ہے، جہاں پر وحی کی تعریف اور اس کی قسمیں بیان ہوئی ہیں، اس باب میں

آپ نے قرآن کریم کی وجہ تسمیہ، اسماءاور اس کے موضوع اور غرض وغایت کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، گویا اس باب میں دونوں محققین کے مباحث ایک ہیں تاہم مولاناڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے یہاں وحی کے مباحث کو بھی شامل کیا ہے جب کہ مولاناشیر علی شاہ نے اس کے لئے مستقل باب قائم کیا ہے۔اس طرح دیگر ابواب کی بھی یہی صورت حال ہے مجموعی لحاظ سے جو مباحث ایک محقق کے محاضرات میں موجود ہیں وہ دوسرے محقق کے محاضرات میں بھی موجود ہیں، تاہم کچھ مواد ایک کتاب میں آگے ہیں تو دوسری کتاب میں پیچھے ہیں، یااس کے بالعکس، لیکن یہ بات ضرور ہے کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات میں تفصیل زیادہ ہے جب کہ مولاناشیر علی شاہ مدنی کے محاضرات میں اختصار سے کام لیا گیا ہے۔

2۔اصطلاحات کے استعمال کا اسلوب

مولاناڈاکٹر محمود احمد غازی کے مخاطبین مدرسات قرآن تھیں جس کی وجہ سے آپ نے محاضراتِ قرآن میں زیادہ تر اصطلاحات کا استعمال نہیں کیا ہے، جب کہ مولاناڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کے مخاطبین دورہ تفسیر کے طلبہ تھے، اس لئے آپ نے علوم القرآن کے اصطلاحات کا استعمال کیا ہے، ہر محاضرہ میں عنوان کے مطابق مختلف اصطلاحات کی لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی ہے، مثلاًقرآن کے مباحث کے ضمن میں اس کی لغوی اور اصطلاحی معانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> قرآن «قرأيقرأ» (مہموزاللام) سے "پڑھنے" کے معنی میں ہے۔امام شافعیؒ فرماتے ہیں: کہ لفظ قرآن «قرن يقرن» سے ماخوذ ہے، کیونکہ "قرن" کا معنی پیوست ہونے کے ہے اور قرآن کریم کے مضامین بھی آپس میں مقرون اور پیوست ہیں، پہلے توحید کا مسئلہ، پھر رسالت کا مسئلہ، پھر بعث بعد الموت کا مسئلہ، مطلب یہ کہ یہ مسائل مسلسل یکے بعد دیگرے بیان ہوتے ہیں۔اصطلاح میں علماء نے کئی تعریفیں کی ہیں، ایک تعریف یہ ہے: «هو الكتاب المنزل على رسوله المكتوب في المصاحف المنقول عنه نقلاًمتواتراً بلا شبهة»[24]۔ "یہ وہ کتاب ہے، جو رسول ﷺ پر نازل ہوئی ہے، صحیفوں میں لکھی ہوئی ہے اور ہمارے پاس بغیر کسی شبہے کے نقلِ متواتر کے ساتھ پہنچی ہے"۔[25]

3۔عام فہم مثالوں سے مسائل کی توضیح کا منہج

ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مولاناڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ دونوں سامعین کو عام فہم اور آسان مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے، جس کا اندازہ ان کے محاضرات سے ہوتا ہے، مثلاًڈاکٹر محمود احمد غازی ایک مقام پر لکھتے ہیں:

مکی سورتوں میں بعض جگہ ایجاز اتنا ہے کہ ایک ایک لفظ بلکہ ایک ایک حرف میں معانی کا سمندر پنہاں ہے، قرآن پاک کی مکی سورتوں کے ایجاز کو ٹیلی گراف یا تار برقی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، ٹیلی گرافک زبان میں الفاظ بہت مختصر ہوتے ہیں، لیکن معانی وسیع ہوتے ہیں۔ [26]

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کا منہج بھی یہی ہے کہ قرآنی علوم کو آسان مثالوں سے سمجھاتے تھے، مختلف مقامات پر توضیح وتفصیل کے لئے موقع کی مناسبت سے مثال پیش کرتے ہیں، مثلاً آپ قرآن کریم کی وجہ تسمیہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

قرآن کو قرآن اس لئے کہتے ہیں «لانه یقرأ علی أدیم الارض اکثر من جمیع الکتب» تمام روئے زمین پر قرآن کی تلاوت تمام کتب اور رسائل وجرائد سے زیادہ ہوتی ہے۔ اس وقت بھی دنیا میں بہت سی مساجد میں صبح کی نماز میں قرآن کی قرأت شروع ہوگی۔ مغربی ممالک اور ہمارے ممالک کے درمیان کئی گھنٹوں کا فرق ہے یہاں جب صبح کی نماز ہوتی ہے تو سعودی عرب میں اس کے دو گھنٹے بعد صبح کی نماز ہوتی ہے۔ اسی طرح پھر مشرق کی طرف میں واقع ممالک کے اوقات میں بھی کافی تفاوت ہے بہت سے مساجد ایسے ہونگے کہ اب وہاں مغرب یا عشاء کی نمازیں ادا ہونگی۔ اسی طرح بہت سے مدارس ایسے ہونگے جہاں پر طلبہ اب قرآن کی تلاوت اور حفظ میں مشغول ہونگے۔ گویا لیل ونہار میں کوئی ایسا وقت نہیں جس میں لاکھوں انسان قرآن کی تلاوت نہ کرتے ہوں تو قرآن قرأیقرء (مہموز اللام) پڑھنے کے معنی میں ہے۔

دونوں محققین کے منہج میں فرق یہی ہے کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی ان محاضرات میں عمومی مسائل کی تفہیم کے لئے مثال دیتے ہیں، جب کہ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی اصطلاحات کو سمجھانے کے لئے مثال دیتے ہیں۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ سائنسی علوم سے بھی مثال دیتے ہیں مثلاً ٹیلی گرافک کی مثال جب کہ مولانا شیر علی شاہؒ سائنسی مثال نہیں دیتے ہیں بلکہ معاشرتی مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔

4۔ محاضرہ کے آخر میں سوال وجواب کا اہتمام

ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات میں بعض لیکچرز کے بعد سوال وجواب کا اہتمام کیا گیا ہے کیونکہ یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں لیکچر دینے کے بعد سوال وجواب کا سیشن ہوا کرتا ہے، ان اداروں میں کوئی محقق جب لیکچر دے تو آخر میں اسی موضوع سے متعلق سامعین کے سوالات واشکالات کا جواب دیتا رہے گا، اس کے برعکس مدارس میں اس قسم کے سوالات کا اہتمام نہیں کیا جاتا ہے، اس لئے مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی کے محاضرات میں اس کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔

5۔ محاضرات میں اختصار اور تفصیل کی نوعیت

مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ کے محاضرات درحقیقیت دورہ تفسیر کے ابتدائی مباحث ہیں، جس میں عموماً اساتذہ زیادہ تفصیل سے کام نہیں لیتے ہیں،اور مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ ویسے بھی دروس میں تفصیل کے عادی نہ تھے،اس لیے اس میں اختصار سے کام لیا گیا ہے جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی مدرساتِ قرآن کو محاضرات دے رہے تھے،اس لئے اس فن کے ماہرین کو سمجھانااور مطمئن رکھنے کے لئے محاضرات تفصیل کے متقاضی تھے، جس کی وجہ سے آپ کے محاضرات تفصیلی ہیں۔

6۔ محاضرات میں متعلقہ مفید کتب کی نشاندہی کا طریقہ کار

ڈاکٹر محمود احمد غازی اپنے محاضرات میں زیر بحث مسئلے سے متعلقہ مواد کی نشاندہی بھی کرتے ہیں،اس حوالے سے اہم کتابوں کے نام بتاتے ہیں،اور اس کے مصادر کی طرف اشارہ کرتے ہیں، مثلاًایک مقام پر لکھتے ہیں:

> قرآنِ کریم کا مطالعہ ایک غیر مسلم کے لئے شائد اتنا ضروری ہے، جتنا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے، اس کی ایک بڑی اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی اور ایسی کتاب نہیں ہے، جس نے انسانیت کی تاریخ پر اتنا گہرا اثر ڈالا ہو، جتنا قرآن مجید نے ڈالا ہے، ہمارے ملک کے ایک مشہور قانون دان، محترم دانشور اور ہماری بین الاقوامی یونیورسٹی کے موسس جناب اے کے بروہی کی ایک مختصر سی کتاب انگریزی زبان میں ہے، The Impect of the Quran on Human History آپ میں سے جس بہن کو دلچسپی ہو وہ اس کی کتاب کا مطالعہ ضرور کریں۔[27]

اس کے علاوہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے کئی مقامات پر اس کی کتابوں کی نشاندہی کی ہے، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نے اس حوالے سے بہت کم کتابوں کی نشاندہی کی ہے اور جہاں کی ہے وہ بھی صرف عربی کتابوں کی جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی عربی کتابوں کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں بھی اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں کی نشاندہی کرتے ہیں،اس حوالے سے ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات ممتاز نظر آتے ہیں۔

7۔ مناہج مفسرین میں منہج

دونوں محققین نے مفسرین کے مناہج کو بیان کیا ہے، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ نے مفسرین کے مناہج کو نہایت اختصار سے بیان کیا ہے تاہم اپنے اساتذہ کے تفسیری منہج کو تفصیل سے بیان کیا ہے، آپ اپنے اساتذہ کے منہج کو بیان کرتے ہوئے فرماتے تھے:

> حضرت لاہوریؒ کے درس میں جہاد کے موضوع کا غلبہ تھا، خط بھی سرخ سیاہی سے لکھا کرتے تھے، کیونکہ یہ شہید کے خون کے مشابہہ ہے اور فرماتے تھے کہ جس کو سائیکل چلانی نہ آتی ہو وہ میرے درس میں نہ بیٹھے کیونکہ یہ جہاد کے کام آتی ہے، اگر آج حضرت لاہوری زندہ ہوتے تو فرماتے کہ جس کو ٹینک چلانا نہ آتا ہو وہ میرے درس میں نہ بیٹھے، بلکہ اس کو داخلہ دوں گا جس کو ٹینک چلانا آتا ہو۔ پھر حضرت درخواستی سے دورہ کیا، آپ چونکہ شیخ الحدیث بھی تھے، تو آپ کے دروس میں استنباط کے موضوع کا غلبہ زیادہ ہوتا تھا جس طرح کہ امام بخاری ہے۔[28]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ نے تفصیل سے اکثر مفسرین کے مناہج کو بیان کیا ہے، جس میں تفسیر بالماثور اور تفسیر بالرائے اور اس کے نمائندہ تفاسیر کا منہج بیان کیا ہے، اس کے علاوہ فقہی، کلامی، ادبی، صوفی اور سائنسی تفاسیر کے مناہج اور اس کے نمائندہ تفاسیر پر سیر حاصل بحث کی ہے، جب کہ مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ نے متقدمین اور متاخرین مفسرین کے منہج کو مختصراً بیان کرنے کے بعد اپنے اساتذہ اور مشائخِ تفسیر کے منہج بیان کرنے پر اکتفاء کی ہے۔

8۔اردو اشعار سے استدلال کا اسلوب

ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ دونوں نے محاضرات میں اردو اشعار سے اپنے مدعا ثابت کرنے میں استدلال کیا ہے، مثلاً مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ علوم القرآن کی اصطلاح تذکیر بما بعد الموت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

> قرآن مجید میں تذکیر بما بعد الموت بھی ہے، تذکیر بالموت وما بعد الموت میں انسان کو موعظت کی جاتی ہے، کہ دنیا میں نیک عمل کریں، ورنہ پھر موت کے بعد کیا کروگے جیسا کہ شاعر کہتا ہے؟
>
> اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
> مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے۔[29]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ بھی ان محاضرات میں اردو اشعار سے استدلال کرتے ہیں، تاہم فرق یہ ہے کہ مولانا شیر علی شاہ مدنی عمومی طور پر مختلف عرب وعجم شعراء کے اشعار سے استدلال کرتے ہیں جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی کو علامہ اقبال کے اکثر اشعار از بر تھے، اس لئے انھوں نے زیادہ تر علامہ اقبال کے اشعار سے استدلال کیا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر لکھتے ہیں:

> وحی حق وہ ہے جو سب کے مفاد کو دیکھتی ہے اور اس کی نگاہ میں ہر ایک کا مفاد برابر ہوتا ہے، اس کے مقابلے میں جو عقل ہے وہ اپنی ہی کو دیکھتی ہے، اور اپنے ہی مفاد کی خدمت کرتی ہے، ہر انسان کو اپنی عقل

سب سے اونچی لگتی ہے، کوئی یہ اعتراف نہیں کرتا کہ میں سب سے کم عقل ہوں، سوائے شاذ و نادر بندوں کے، علامہ فرماتے ہیں:

عقل خود بیں غافل از بہبود غیر
سود خود بیند نہ بین سود غیر [30]

9۔ارضِ قرآن کے تذکرہ میں منہج

ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مولانا شیر علی شاہ مدنی دونوں نے ان محاضرات میں ارض قرآن کا تذکرہ کیا ہے، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نے بذاتِ خود ان مقامات کا مشاہدہ کیا تھا اور اس سے واقف تھے اس لئے انھوں نے ان مقامات کے تذکرے میں اپنے مشاہدات ذکر کئے، ایک جگہ قومِ ثمود کی اونٹنی اور اس کے چٹان کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قوم ثمود نے اپنے پیغمبر سے یہ معجزہ طلب کیا کہ اگر آپ اللہ تعالی کے سچے رسول ہیں تو ہمارے لئے پتھر سے اونٹنی پیدا کرو۔ پیغمبر نے دعا کی تو اللہ تعالی نے اس چٹان سے اونٹنی کو بچے سمیت پیدا کیا۔ وہ چٹان اب بھی موجود ہے درمیان سے پھٹی ہوئی ہے اس لئے اسکو «فج الناقة» کہتے ہیں۔ [31]

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ بھی محاضرات میں ارض قرآن کا تذکرہ کرتے ہیں، لیکن فرق یہ ہے کہ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ اپنے مشاہدات بیان کرتے ہیں، جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی ان مقامات پر ماہرین اثریات کی جدید تحقیقات کو بیان کرتے ہیں، مثلاً بحیرہ مردار کے حدود سے جو مسودات ملے اور مغربی آثار قدیمہ کے ماہرین نے اس پر جو تحقیقات کیں، اس کا خلاصہ بیان فرمایا ہے، جو معلومات کا بہترین خزینہ ہے۔ [32]

10۔اختلافی مسائل میں راہ اعتدال

ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مولانا شیر علی شاہ مدنی دونوں اس معاشرے کے اعتدال پسندی کے مظہر تھے، آپ اختلافِ رائے رکھنے والوں کی تعظیم و توقیر میں کوئی کسر نہیں اٹھاتے تھے، کیونکہ اختلافِ رائے ایک فطری امر ہے، اور دونوں محققین نے اپنے محاضرات میں اختلافی مسائل اور اختلافِ رائے کے وقت اعتدال اپنانے کا درس دیا ہے۔ مولانا شیر علی شاہ مدنی فرماتے ہیں:

سماع موتی ایک اختلافی مسئلہ ہے جب دو طلبہ آپس میں بحث مباحثہ کرتے ہیں تو ایک دوسرے کی طرف کفر کی نسبت نہ کریں کیونکہ اس میں صحابہ کا اختلاف ہے اور انتہائی احتیاط سے دلائل بیان کریں۔ حیات الانبیاء اور سماعِ موتی میں بعض لوگ غلو کا شکار ہو جاتے ہیں، نہ صرف ایک دوسرے کی تنقیص بلکہ بسا اوقات نوبت تکفیر تک پہنچ جاتی ہے، سماعِ موتی کا مسئلہ چونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور سے اختلافی ہے، شوافع سماع کے قائل ہیں جبکہ امام ابو حنیفہ سے اس سلسلے میں کوئی نص نہیں، اکثر علماء سماعِ موتی کے قائل ہیں، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ اور نواب صدیق حسن خانؒ بھی اس کے قائل ہیں۔ بہت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بعض علماء کرام نے حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے مسئلہ کو ایمان و کفر کا مسئلہ بنایا ہے، ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگائے جاتے ہیں، میں نے اپنے مشائخ کرام اور اساتذہ عظام میں یہ حد درجہ افراط و تفریط نہیں دیکھی تھی۔[33]

ڈاکٹر محمود احمد غازی ہر وقت اور ہر لیکچر میں اعتدال کا درس دیتے تھے، اس موقع پر آپ نے مدرسات قرآن کو یہ نصیحت کی ہے کہ ائمہ کا جو اختلاف ہے اس میں اعتدال کو تھامے رکھنا، اور کسی ایک امام کے قول کو غلط ثابت کرنے کی کوشش نہ کرنا، اس حوالے سے نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو لوگ شریعت کی تعلیم دے رہے ہیں، اور کسی ایسے معاملے پر پہنچے ہیں، جہاں فقہاء کرام کا اختلاف نظر آتا ہے، تو درس میں کسی خاص رائے کی خصوصی تائید اور دوسری آراء کی خصوصی تردید سے اجتناب کرنا چاہئے، اور اس اختلاف کی گنجائش رکھنی چاہئے، اس لئے فقہائے اسلام نے اس اختلاف کو برقرار رکھتے ہوئے دوسرے نقطۂ نظر کا احترام ہمیشہ ملحوظ رکھا ہے، اور برابر اس پر زور دیا ہے کہ ہماری ایک رائے ہے، اور ہمیں اپنے علم اور بصیرت کی بنیاد پر پورا یقین ہے کہ یہ درست ہے، لیکن اس رائے کے غلط ہونے کا امکان بہر حال موجود ہے، اس طرح سے وہ رائے جو کسی دوسرے محترم فقیہ کی ہے، ہم اس کو اپنی انتہائی بصیرت کے مطابق صحیح نہیں سمجھتے، لیکن اس کے درست ہونے کا امکان بہر صورت موجود ہے۔ فقہائے اسلام کی یہی سوچ رہی، اور یہی انداز رہا۔[34]

اختلافی مسائل میں اعتدال کے درس میں دونوں محققین کے منہج میں فرق یہ ہے کہ مولانا شیر علی شاہ نے معاشرے میں فروعی مسائل کی بنیاد پر فرقہ پرستی کرنے والوں کی اصلاح کو ہدف بنایا ہے جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی کا ہدف مذاہب اربعہ میں اختلاف کی شدت کو کم کرنا ہے، مجموعی طور پر دونوں محققین نے فرقہ واریت کو ختم کرنے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کا درس دیا ہے۔

11۔ مختلف مباحث میں تقابلی مطالعے کا رجحان

مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ نے ان محاضرات میں بعض مقامات پر مختلف مباحث میں تقابل پیش کیا ہے، تقابل سے کسی مسئلے کی قوت اور ضعف، صحت و سقم اور راجح و مرجوح کا اندازہ ہوتا ہے، تحقیق اور تصنیف میں یہ منہج اہل علم کے ہاں مقبول ہے، جمع صدیقی اور جمع عثمانی کے درمیان فرق کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جمع کردہ قرآن میں حسبِ ذیل فرق تھا:

1۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا جمع کردہ قرآن صرف مرتب الایات تھا، جب کہ حضرت عثمانؓ کا جمع کردہ مرتب الایات بھی تھا اور مرتب السور بھی۔

2۔ جمع صدیقی کا سبب حفاظ اور قراء کی کثرت موت تھا جب کہ جمع عثمانی کا سبب اختلافِ قراءات تھا۔

3۔ حضرت عثمانؓ کے جمع کردہ قرآن کے نسخے دور دور کے شہروں میں بھیجے گئے، جب کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجموعے کے ساتھ یہ بات پیش نہیں آئی۔

4۔ حضرت عثمانؓ کے قرآن جمع کرنے کے بعد ان کے نسخے کے علاوہ باقی نسخے جلا دیئے گئے، جب کہ ابو بکر صدیقؓ کے جمع کرنے کے بعد ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔

5۔ جمع صدیقی میں قرآن کریم کے تمام نسخوں کو یک جا کر کے محفوظ کیا گیا، جب کہ جمع عثمانی میں قریش کی قراءت کے مطابق قرآن کے سات نسخے لکھے گئے اور باقی نسخے تلف کر دیئے گئے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی نے بھی محاضرات میں یہی تقابلی اسلوب اختیار کیا ہے اور مختلف مقامات پر مختلف عنوانات کے درمیان تقابل پیش کیا ہے، مثلاً مکی اور مدنی سورتوں کے خصائص کے درمیان تقابل پیش کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> مکی سورتیں دین کی بنیادی مضامین سے بحث کرتی ہیں، ان میں ایمان اور اخلاق پر زور دیا جاتا ہے، مدنی سورتیں جن کی تعداد اٹھائیس ہے، یہ تعداد میں تو کم ہیں، لیکن مواد اور کمیت کے اعتبار سے زیادہ ہیں، اس لئے یہ سورتیں اکثر و بیشتر لمبی ہوتی ہیں، مکی سورتیں چونکہ چھوٹی ہیں، اس لئے گو وہ تعداد میں زیادہ ہیں، لیکن مواد اور کمیت میں مدنی سورتوں سے کم ہیں۔ مدنی سورتیں عمارت سے مشابہ ہیں، اور مکی سورتیں بنیاد سے مشابہ ہیں، جس طرح بنیاد پر عمارت بنائی جاتی ہے، اس طرح مکی سورتوں کی اساس پر مدنی سورتوں کی

عمارت اٹھائی گئی ہے، مدنی سورتوں میں تفصیلی ہدایات اور قوانین دیئے گئے ہیں، مکی سورتوں میں ایمان کا تذکرہ ہے۔[35]

دونوں محققین کے منہج میں فرق یہ ہے کہ مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ لف و نشر مرتب کے طریقے کے مطابق تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں، یعنی جب ایک طرف سے جو پہلے ذکر کیا، تو ترتیب سے اس کا جواب بھی پہلا دیا جائے گا، اسی طرح بالترتیب تقابل پیش کیا جائے گا، جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اس بات کا لحاظ نہیں رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں لف نشر غیر مرتب کے طریقے کو اختیار کرتے ہیں۔

12۔ذاتی مشاہدات بیان کرنے کا طریقہ

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ نے محاضرات میں ذاتی مشاہدات بیان کی ہیں، آپ نے زیادہ تر ارضِ قرآن کے مباحث میں اپنے مشاہدات کا ذکر کیا ہے، اس کے علاوہ آپ نے عمومی طور پر بہت کم مقامات پر مشاہدات بیان کی ہیں، سوائے ایک دو مقامات کے جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی نے عمومی طور پر مختلف مباحث کے ضمن میں اپنے تجربات اور مشاہدات کو بیان کیا ہے، مولانا شیر علی شاہ کے مشاہدات سے ایک مثال ملاحظہ ہو:

> میں کوہ طور پر گیا وہاں ایک انگریز لڑکی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مناجات کی جگہوں کی زیارت کے لئے آئی تھی اس نے مجھ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے زیتون اور طور سیناء اور بلد امین یعنی مکہ قسم کھائی ہے اور وَالتِّين یعنی انجیر کی قسم بھی کھائی ہے اب یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ انجیر میں کیا خوبی ہے جس کی قسم کھائی گئی ہے میں چونکہ جانتا تھا۔ تو میں نے کہا کہ جتنے پھلدار درخت ہیں ان کے پھول ہوتے ہیں انجیر کے پھل ہیں لیکن پھول نہیں ہیں جس کے رس کو شہد کی مکھیاں نہیں چوس سکتی سارے پھل ٹچ(Touch)ہیں اور انجیر کا پھل ان ٹچ ہے یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی۔[36]

13۔ مختلف آراء میں اختلافی نقطہ نظر

ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مولانا ڈاکٹر شر علی شاہ مدنی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بعض مقامات پر آراء میں اختلاف رکھتے ہیں، مثلاً مولانا شیر علی شاہ مدنی کی رائے یہ ہے کہ تدریس قرآن کے لئے مدرس قرآن و تفسیر کے پاس وہ علوم ہونا ضروری ہے، جو اس کے آلے کے طور پر استعمال ہوتے ہیں، مثلاً صرف، نحو، بلاغت، اصول تفسیر وغیرہ، جن کی تعداد اہل علم نے پندرہ بتائی ہے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر محمود احمد غازی ان علوم کو ضروری نہیں سمجھتے ہیں، چنانچہ ایک سائل کے جواب میں فرماتے ہیں:

بعض علماء کرام کے بارے میں میں نے سنا ہے کہ ان کا کہنا ہے کہ تدریس قرآن کے لئے پہلے مدرسہ کا دس سالہ نصاب مکمل کرنا بے حد ضروری ہے، اس کے بعد ہی تدریس قرآن میں مصروف ہونا چاہیے، ان حضرات کی رائے میں چوں کہ جدید تعلیم یافتہ اور نوآموز لوگوں کی بنیاد اس دس سالہ نصاب کے بغیر پختہ نہیں ہوتی، جو فہم قرآن کے لئے ناگزیر ہے، اس لئے عام لوگوں میں اس طرح درس قرآن کے حلقے منظم کرنا درست نہیں ہے، میں اس خیال سے اتفاق نہیں کرتا، میں یہ سمجھتا ہوں کہ قرآن مجید کو نہ کسی بنیاد کی ضرورت ہے، نہ بیسا کھیوں کی، قرآن مجید بنیاد بھی فراہم کرتا ہے، دیواریں بھی فراہم کرتا ہے، اور تعلیم کی تکمیل بھی کرتا ہے۔[37]

14۔ ہم عصر لوگوں کے واقعات کے تذکرہ کا اسلوب

ڈاکٹر محمود احمد غازی اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ دونوں نے ہم عصر علماء اور محققین کے حوالے اور واقعات بیان کی ہیں، ڈاکٹر حمید اللہ کے واقعات دونوں نے نقل کی ہیں، اعجازِ قرآن میں دونوں نے ڈاکٹر حمید اللہ کا واقعہ نقل کیا ہے، مولانا شیر علی شاہ اس واقعہ کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ڈاکٹر محمد حمید اللہ بلند پایہ عالم اور محقق ہیں، فرانس میں رہ رہے تھے، ایک دفعہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ آئے تھے، تو ہم نے ان سے عرض کیا: کہ اپنی زندگی کا کوئی خاص واقعہ سنائیں، چنانچہ انھوں نے فرمایا: واقعات تو بہت ہیں، لیکن حال ہی کا ایک واقعہ سناتا ہوں، فرانس میں ایک فنکار کے بارے میں اخبار میں آیا کہ وہ مسلمان ہوا ہے، میں نے جب یہ خبر پڑھی، تو اس سے ملاقات کی خواہش پیدا ہوئی، کہ یہ کیسے ایمان لایا ہے؟ اخبار میں اس کے مکان کا پتہ تھا، چنانچہ میں وہاں گیا، اور اس فنکار سے ملاقات کی، میں نے اس سے پوچھا: تم کیسے مسلمان ہوئے؟ اس نے کہا: میں موسیقی کا ماہر ہوں، دنیا میں بے شمار زبانیں ہیں، میں ہر زبان کو اپنے اس فنِ موسیقی میں استعمال کر سکتا ہوں، لیکن جب میں نے ٹی وی چینل سے قرآن سنا، تو میں نے اس کلام کو اس فن میں استعمال کرنا چاہا، بارہا کوشش کے باوجود بھی میں اس کلام کو اپنی موسیقی میں شامل نہ کر سکا، جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا کہ روئے زمین پر اگر برحق کتاب ہے، تو یہی قرآن مجید ہے، چنانچہ ایمان لایا، اور مسلمان ہوا۔[38]

دونوں کے منہج میں فرق یہ ہے کہ مولانا شیر علی شاہ اپنے معاصرین میں علماء اور مشائخ کے واقعات نقل کرتے ہیں، جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ مسلمانوں کے علاوہ معاصر غیر مسلموں کے واقعات بھی نقل کرتے ہیں، کبھی عبرت کے لئے، کبھی مثال کے لئے، کبھی مدح کے طور پر اور کبھی ذم کے لئے۔

15۔ محاضرات کی تخریج و تحقیق کی نوعیت

مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ کے قرآنی محاضرات یعنی مطالعہ علوم القرآن میں اصول ومبادی کی تخریج و تحقیق کی گئی ہے، آخر میں تحقیقی اسلوب کے مطابق قرآنی آیات اور احادیث کی فہرست بنائی گئی ہے، مراجع ومصادر کی فہرست دی گئی ہے جس میں 49 کتابوں سے اس کی تخریج میں استفادہ کیا گیا ہے، ساتھ ہی مولانا شیر علی شاہ مدنی کے ان اڈیو محاضرات کی فہرست دی گئی ہے جس سے اس کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے ان محاضرات کی تعداد 8 ہے۔[39] ڈاکٹر محمود احمد غازی کی محاضرات قرآن پر تخریج اور تحقیق کی ضرورت ہے، اگر کسی محقق نے اس پر کام کیا تو یہ سونے پر سہاگے کا کام دے گا، اس ضرورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ فرماتے ہیں:

> دورانِ گفتگو جگہ جگہ بہت سی شخصیات اور کتابوں کے نام آئے ہیں، جو محض یادداشت کی بنیاد پر بیان کئے گئے ہیں، نظر ثانی کے دوران ان سب کو الگ الگ چیک کرنے کے لئے طویل وقت درکار تھا، اس لئے اس سے اجتناب کیا گیا، یہی حال سنین وفات کا ہے۔ واقعات اور وفیات کی تاریخیں بھی عموماً زبانی یادداشت ہی کی بنیاد پر ذکر کر دی گئی ہے، اس لئے طلبہ تحقیق سے گزارش ہے کہ وہ محض ان خطبات میں دی گئی تاریخوں اور وفیات پر اعتماد نہ کریں، بلکہ دوسرے مستند ذرائع مثلاً الاعلام للزرکلی وغیرہ سے رجوع کریں۔[40]

خلاصہ کلام

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ اور مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنیؒ کے محاضرات علوم قرآن کے شائقین کے لئے ایک قیمتی سرمایہ اور مستند مرجع ہے، دونوں حضرات اعلی پائے کے محققین تھے، دونوں محققین کے محاضرات میں مضامین تقریباً ایک جیسے ہیں، قرآن کریم کا تعارف، تاریخ نزول قرآن، جمع وتدوین قرآن، علم تفسیر کا تعارف، مفسرین کے مناہج، قرآن کریم کا موضوع اور اس کے مضامین، علوم القرآن کا تعارف جیسے مضامین دونوں محاضرات میں ایک جیسے عنوانات ہیں، اس کے باوجود ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات میں ایسے خطبات ہیں جو مولانا شیر علی شاہ مدنی کے محاضرات میں نہیں ہیں، تدریس قرآن مجید ایک منہاجی جائزہ اور تدریس قرآن مجید دور جدید کے ضروریات اور تقاضے۔ اس طرح مولانا شیر علی شاہ مدنی کے محاضرات میں بھی ایسے محاضرات ہیں جس سے مولانا ڈاکٹر محمود احمد غازی کے محاضرات خالی ہی، مثلاً تاریخ حفاظت قرآن، حقانیتِ قرآن، عظمت قرآن وغیرہ، جس کی وجہ سے کسی ایک محقق کے محاضرات کو دوسرے پر ترجیح نہیں دی جاسکتی ہے۔ اختلافی

مسائل میں اعتدال کے درس میں دونوں محققین کے منہج میں فرق یہ ہے کہ مولانا شیر علی شاہ نے معاشرے میں فروعی مسائل کی بنیاد پر فرقہ پرستی کرنے والوں کی اصلاح کو ہدف بنایا ہے جب کہ ڈاکٹر محمود احمد غازی کا ہدف مذاہب اربعہ میں اختلاف کی شدت کو کم کرنا ہے، مجموعی طور پر دونوں محققین نے فرقہ واریت کو ختم کرنے اور اعتدال کی راہ اختیار کرنے کی درس دی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 محاضراتِ قرآنی پر ایک نظر، برھانی الدین ربان، الشریعہ خصوصی نمبر، الشریعہ اکیڈمی گجرانوالہ، فروری 2011، ص:366۔

2 مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ ایک جامع الکمالات شخصیت، مولانا عبدالقیوم حقانی، الحق حیات وخدمات، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، ص:47۔

3 ڈاکٹر محمود احمد غازی ایک اسم بامسمیٰ، جسٹس سید افضل حیدر، الشریعہ خصوصی نمبر، الشریعہ اکیڈمی گجرانوالہ، فروری 2011، ص:71۔

4 ڈاکٹر محمود احمد غازی فکر و نظر کے چند نمایاں پہلو، ڈاکٹر عطر ظریف شہباز، الشریعہ خصوصی نمبر، فروری 2011، ص:71۔

5 ڈاکٹر محمود احمد غازی کے استاد مولانا عبدالرحمان مینویؒ، حیدر علی مینوی، الشریعہ خصوصی نمبر، فروری 2011، ص:15۔

6 ڈاکٹر محمود احمد غازی ایک اسم بامسمیٰ، جسٹس سید افضل حیدر، الشریعہ خصوصی نمبر، الشریعہ اکیڈمی گجرانوالہ، فروری 2011، ص:71۔

7 ڈاکٹر محمود احمد غازی، چند خوشگوار یادیں، محمد مشتاق احمد، الشریعہ خصوصی نمبر، الشریعہ اکیڈمی گجرانوالہ، فروری 2011، ص:109۔

8 شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی: حیات وخدمات، سعید الحق جدون، مفتی بخت شید، ج1، ص:69۔

9 مقدمہ تفسیر حسن بصری، تحقیق و مراجعت دکتور شیر علی شاہ، ص:5۔

10 کاروان حقانیہ، مرتب حافظ ظفر زمان حقانی، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، س ن، ص:33۔

11 خطباتِ مشاہیر، مولانا سمیع الحق، اکوڑہ خٹک، موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ، اپریل 2015، ج6، ص:36۔

12 گنجینہ علم وعرفان، افادات مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ [مرتب] حافظ محمد طیب حقانی، نوشہرہ، القاسم اکیڈمی، 2009ء، ص:60۔

13 قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ، ص:11۔

14 قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:21

15 قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، مولانا شیر علی شاہ، ص:ب۔

16 محمد اعجاز مصطفی، مولانا شیر علی شاہ کی رحلت، بینات، ج:79، شمارہ:2، دسمبر:2015ء، جامعہ بنوری ٹاون کراچی، ص:3۔

17 شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی: حیات وخدمات، سعید الحق جدون، بخت شید، ص:301۔

18 قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ، غیر مطبوعہ، ص:3۔

19 قلمی نسخہ خودنوشت سوانح حیات، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ، ص:ب۔

[20] شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی: حیات وخدمات، سعید الحق جدون، بخت شید، 2018، ج1، ص: 301۔

[21] شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی: حیات وخدمات، سعید الحق جدون، بخت شید، 2018، ج2، ص: 463۔

[22] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 45۔

[23] مطالعہ علوم القرآن، اصول ومبادی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی، مکتبہ سید شہید احمدؒ، 2018ء، ص: 27۔

[24] مخطوطات القرآن وعلومہ، ص: 1705۔

[25] مطالعہ علوم القرآن، اصول ومبادی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی، مکتبہ سید شہید احمدؒ، 2018ء، ص: 30۔

[26] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 327۔

[27] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 16۔

[28] مقدمہ تفسیر، افادات مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہؒ [مرتب] فیض الرحمٰن عثمانی، دار التصنیف جامعہ عثمانیہ پشاور، س ن، ص: 36۔

[29] مطالعہ علوم القرآن، اصول ومبادی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی، مکتبہ سید شہید احمدؒ، 2018ء، ص: 63۔

[30] یعنی عقل اپنی بہبود تو خود دیکھتی ہے، دوسرے کی بہبود اسے نظر نہیں آتی ہے، اپنا فائدہ دیکھتی ہے دوسروں کا فائدہ نہیں دیکھتی ہے، یہ خوبی صرف وحی الٰہی میں ہے۔ (محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، ص: 63)۔

[31] مقدمہ تفسیر، [مرتب] فیض الرحمٰن عثمانی، ص: 17۔

[32] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 274،275۔

[33] مولانا شیر علی شاہ مدنیؒ کی درس گاہ میں، سعید الحق جدون، ص: 105۔

[34] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 392۔

[35] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 110۔

[36] الحق حیات وخدمات مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ نمبر، مئی 2016ء، موتمر المصنفین اکوڑہ خٹک، ص: 60۔

[37] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 110۔

[38] مطالعہ علوم القرآن، اصول ومبادی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی، مکتبہ سید شہید احمدؒ، 2018ء، ص: 109۔

[39] مطالعہ علوم القرآن، اصول ومبادی، مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ مدنی، مکتبہ سید شہید احمدؒ، 2018ء، ص: 154۔

[40] محاضرات قرآنی، ڈاکٹر محمود احمد غازی، الفیصل ناشران لاہور، 2009ء، ص: 9۔